O

وجودِ خاکی میں قید ہوں مَیں، ابھی مَیں کچھ کر نہیں سکا ہوں
قفس بدن کا گرا رہا ہوں مگر ابھی مر نہیں سکا ہوں

جو میرے بارے میں مطمئن ہے، اُسے خبر دو کہ وقت کم ہے
کہو کہ آگے کا بوجھ وہ لے، قلوب کچھ بھر نہیں سکا ہوں

جو آج بھی مضطرب ہے اُس کو مِری حقیقت نہیں بتاؤ
کسی کے سینے میں آج تک مَیں کسی کا دل دھر نہیں سکا ہوں

شعورِ ہستی کے بِن معاشی سفر کیا ہے، جیا نہیں ہے
مکان کتنے بَنا لیے ہیں، بَسا مَیں اِک گھر نہیں سکا ہوں

عماد برسوں ہوئے خدا سے مجھے محبت تو ہو گئی تھی
مگر خشیّت نہیں ہے دل میں، خلوص سے ڈر نہیں سکا ہوں

https://emad-ahmad.com/